آسمانِ روحانیت کے دروازے کھل گئے

عاشقو دیکھ چکے عشقِ مجازی کے کمال ❊ اب مرے یار سے بھی دل کو لگا دیکھو تو

خلیفۃ المسیح الثانی

رمضان کی برکات

رمضان المبارک کے بابرکت ایام چونکہ تقوے و طہارت کے ساتھ خاص طور پر تعلق رکھتے ہیں۔ اور انسانی ہوا و ہوس پر ان دنوں ایک رنگ میں موت وارد ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کے دل میں محبت الٰہی کا مادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے کی خاص کوشش کرتا ہے۔ لقاء الٰہی کی تڑپ اسے بیتاب رکھتی ہے۔ اور اس کی یہ بہت بڑی تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے۔ میرے گناہ بخش دے اور مجھے اپنا قرب اور اپنی محبت کی لازوال نعمت عطا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان المبارک میں شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے مومنوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اس حدیث کا یہی مفہوم ہے۔ کہ رمضان کے بابرکت ایام ارواحِ طیبہ کی ترقی مدارج کے وافر سامان اپنے اندر لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور شیطانی تحریکات اور شیطانی وساوس و شبہات کا دائرہ بہت محدود ہو جاتا ہے۔ پس چونکہ ان دنوں ہر شخص نیکیوں میں ترقی کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔ اس لئے بعض موٹی نیکیاں اور بعض موٹی بدیاں اسلامی تعلیم کی روشنی میں بیان کی جاتی ہیں۔ تا نیکیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے اور بدیوں کو اپنے اندر سے نکال ڈالنے کی ہر شخص بحدِ امکان کوشش کرے۔ اور تا رمضان کے ایام میں ایسی مشق پیدا ہو جائے کہ جو بقیہ سال بھی اسے نیکیوں پر غالب رکھتی چلی جائے ❊

انسانی زندگی کا مقصد

یہ امر اسلامی تعلیم کا مطالعہ کرنے والے احباب سے مخفی نہیں۔ کہ انسانی زندگی کا مقصدِ عظیم جو دراصل اس کی پیدائش کا واحد اور حقیقی مقصد ہے۔ قربِ باری تعالےٰ ہے۔ اگر کسی انسان کو یہ نعمت حاصل ہے۔ تو اس کی پیدائش کی غرض پوری ہو گئی۔ اور اگر کسی کے ہاتھ یہ گوہرِ مقصود نہیں آیا۔ تو اس کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ کاش اس کی ماں اسے نہ جنتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا
اس رخ کا دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا
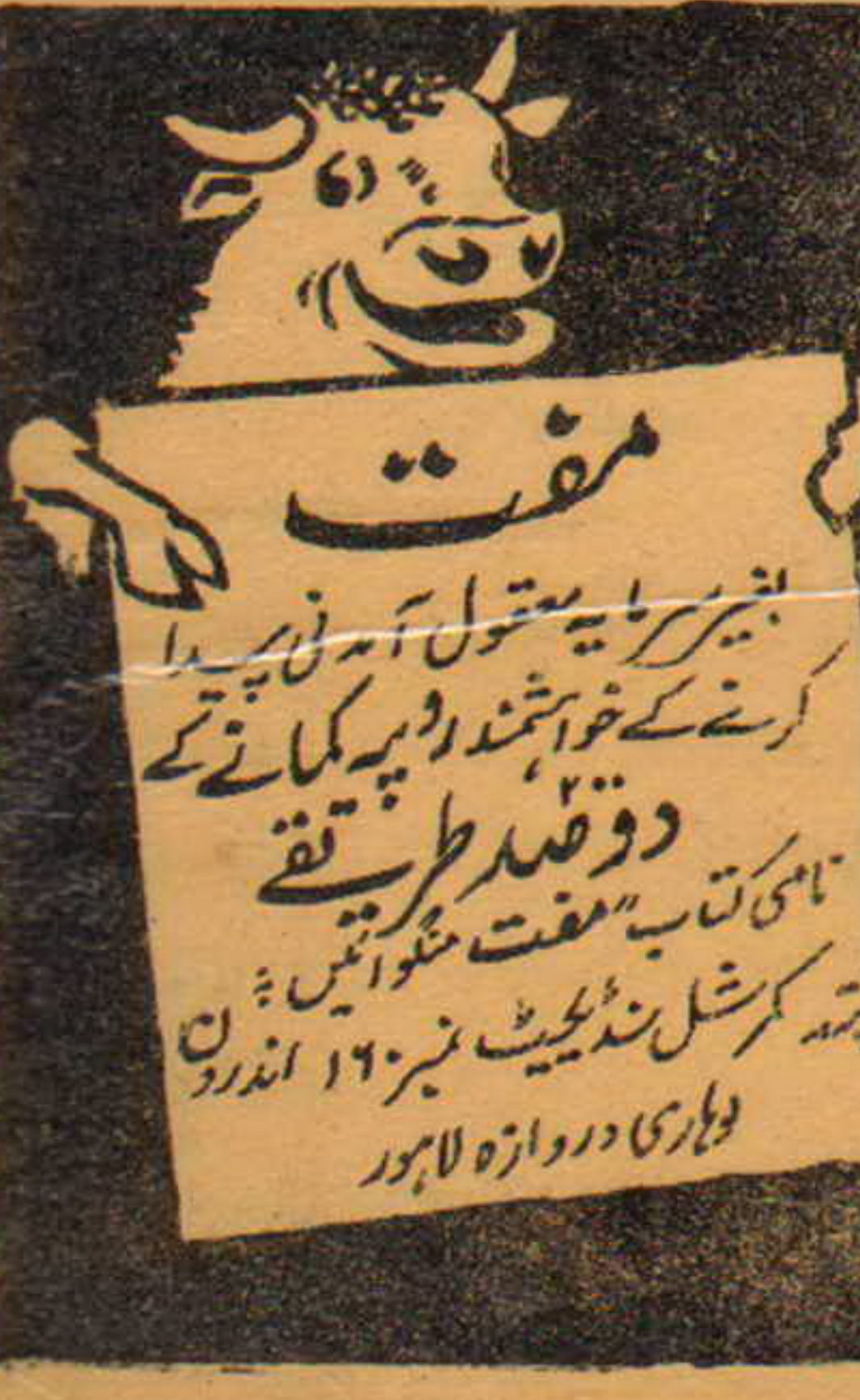
فلاح حاصل کرنے کا طریق

قرآن کریم میں بھی بار بار نصیحت کی گئی ہے۔ کہ دیکھو اللہ تعالےٰ کے احکام کے ہمیشہ مطیع رہو۔ اور شیطان کا کبھی کہا نہ مانو۔ ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ نہایت لطیف پیرایہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما۔ کہ جس نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کی وہ فوزِ عظیم حاصل کر گیا۔ - ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا۔ مگر وہ جس نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت سے انحراف کیا۔ وہ گمراہ ہو گیا اور گمراہ بھی ایسا کہ جس سے بڑی گمراہی تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ اسی طرح خدا تعالےٰ شیطانی مکائد سے بچنے کی بار بار نصیحت کرتا اور فرماتا ہے ان الشیطٰن لکم عدوٌ فاتخذوہ عدواً انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر۔ شیطان تمہارا دشمن ہے اور تمہارا اولین فرض یہ ہے۔ کہ تم اسے دشمن سمجھو۔ یہ غلطی کبھی نہ کرنا کہ تم اس دشمن کو اپنا دوست بنالو۔ وہ تو اپنا گروہ بڑھا رہا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اور لوگ بھی اسی کی طرح دوزخ کا ایندھن بن جائیں۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ یابنی اٰدم لایفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ۔ اے بنی آدم تمہیں شیطان کہیں بہکا کر اسی طرح دکھ میں نہ ڈال دے۔ جس طرح اس نے آدم و حوا کو دکھ میں ڈالا۔ دیکھو عقلمند انسان وہ ہے جو پہلوں کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ تمہارے سامنے بھی ایک نمونہ موجود ہے۔ اس سے سبق حاصل کرو۔ اور اپنی جنت کو شیطان کے ہاتھوں خراب مت کرو۔ پھر فرماتا ہے آج تو شیطان تمہیں بڑے بڑے چکمے دیتا ہے۔ لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ وقال الشیطٰن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم۔ جب اس جہان کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ جب قیامت کے دن اولین و آخرین اکٹھے کئے جائیں گے۔ تو اس وقت شیطان اپنے گروہ کی طرف دیکھے گا۔ اور کہے گا سنو خدا نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ وہ اس نے پورا کر دیا۔ مگر میں تم سے جو کچھ کہتا رہا وہ پورا نہیں کر سکا۔ آج تم بیشک مجھے گالیاں دے رہے ہو۔ مگر سنو۔ کیا میرا تم پر کوئی اختیار تھا۔ تم اگر چاہتے تو میری بات کا انکار کر سکتے تھے۔ اور تمہارے اندر خدا تعالےٰ نے ایسی قابلیتیں پوشیدہ رکھی تھیں۔ جن کے نتیجہ میں تم میری آگ کو اپنی توبہ کے پانی سے بجھا سکتے تھے۔ مگر تم نے ان طاقتوں سے فائدہ نہ اٹھایا۔ پس اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ تو سراسر تمہارا قصور ہے۔ میرا کام صرف اتنا تھا کہ میں تمہیں اپنی طرف بلاتا۔ آگے میری طرف آنا یا نہ آنا تمہارے اپنے اختیار میں تھا۔ تم چاہتے تو میری بات کو رد کر دیتے۔ مگر تم نے میری بات سنتے ہی لبیک کہہ دیا۔ اب اگر گالیاں دیتے ہو تو اپنے آپ کو دو۔ اور ملامت کرتے ہو تو اپنی جان کو کرو۔ مجھے کیوں کوستے ہو۔

غرض قرآن کریم نے یہ امر کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ انسانی فلاح خدا تعالےٰ کے احکام پر چلنے میں مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بنی نوع انسان کا ایک حصہ ایسا ہے جو گو قرآن کریم پڑھتا ہے۔ مگر قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ وہ چکنے گھڑے کی طرح ہوتے ہیں۔ جس پر آسمانی پانی پڑتا۔ مگر اس کے کناروں سے بہہ کر نیچے جا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو علم ہونا چاہیئے۔ کہ نیکی کیا ہوتی ہے بدی کیا ہوتی ہے؟ بدی کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بچنے کے ذرائع کیا ہیں۔ تا وہ اپنی چند روزہ حیات میں اپنی دائمی زندگی کے درخت پر کلہاڑا نہ چلائیں۔ اور تا شیطان کے حزب کی بجائے اللہ تعالےٰ کے حزب میں شامل ہو جائیں ❊

گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے

نفسیاتی باب کا مطالعہ ہم پر یہ حقیقت منکشف کرتا ہے کہ گناہ کسی ایک وجہ سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ مختلف وجوہ مختلف لوگوں کے اندر کام کر رہی ہوتی ہیں۔ مثلاً کوئی تو اس لئے گناہ کرے گا۔ کہ اسے علم ہی نہیں ہوگا۔ کہ فلاں فلاں باتیں گناہ ہیں۔ کوئی اس لئے گناہ کرے گا۔ کہ وہ گناہ کی تعریف کچھ اور سمجھے گا۔ اسی طرح کوئی ناقص تربیت۔ کوئی بُری صحبت کوئی غلط تعلیم۔ کوئی کھلی جہالت۔ کوئی حرام غذا۔ اور کوئی اعصابی امراض کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے کوئی لمبی امیدوں کے چکر میں گناہ کا ارتکاب نہیں چھوڑتا۔ کہتا ہے۔ آج گناہ کر لیا۔ تو کیا ہے۔ کل توبہ کر لیں گے۔ پھر کل کرتا ہے۔ اور توبہ پرسوں پر ڈال دیتا ہے۔ اس طرح مہینوں نہیں۔ سالوں اس کی سیاہ دلی پر گزر جاتے ہیں۔ کوئی صغیرہ۔ اور کبیرہ کی اصطلاحوں میں ایسا پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ کہ یہی خیال کر کے خوش رہتا ہے۔ کہ میں کوئی کبیرہ گناہ تھوڑا کر رہا ہوں۔ یہ تو صغیرہ گناہ ہے۔ غرض اخلاق بگڑتے ہیں۔ عادات خراب ہوتی ہیں۔ خصائل حسنہ مٹ جاتی ہیں مگر انسان انہی چکروں میں پھنسا رہتا ہے۔ حالانکہ اخلاق روحانیت کا پہلا زینہ ہیں۔ اور غیروں پر اخلاق کا ہی سب سے پہلا اور نمایاں اثر پڑتا ہے اگر یہی ہتھیار کند ہوا۔ اگر پہلا زینہ ہی ٹوٹا ہوا رہا۔ تو اس نے آگے کیا ترقی کرنی ہے۔ اس نے دوسروں کو تبلیغ کیا کرنی ہے۔ اور اس نے اسلام کی خوبی کونسی بتانی ہے۔ آخر لوگ تو نمونہ دیکھیں گے۔ جس طرح دوکان پر جا کر گاہک بعض دفعہ تھوڑی سی چیز بطور نمونہ لیتا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم لوگ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں سے اسلام کا نمونہ مانگتے ہیں۔ اور چونکہ وہ ناقص ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اسلام کے خریدار نہیں بنتے۔ مگر یہ نقص اسلام کا نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا ہے۔ ان لوگوں کا ہے۔ جو قرآن کریم کو زبان سے مانتے۔ مگر عملی رنگ میں شیطان کے تابع ہوتے ہیں ؛۔

عذرِ گناہ

اس موقعہ پر بعض لوگ غلطی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ گناہوں کے ارتکاب میں ہمارا کیا قصور ہے جبکہ خدا تعالےٰ نے ہمیں اسی طرح پیدا کر دیا۔ یہ دراصل اُن کے نفس کا ایک بہانہ ہوتا ہے۔ جسے وہ اپنی تسلی کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ اور اپنے سر پر سے الزام دُور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے سر الزام تھوپ دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی یہ واضح تعلیم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر انسان کو فطرت سلیمہ دے کر پیدا کرتا ہے۔ گناہوں کا کوئی داغ اس کی روح پر نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ماں باپ کا قصور سمجھو تو۔ غلط تعلیم کا قصور سمجھو تو۔ دوستوں کا قصور سمجھو تو۔ ماحول کا اثر سمجھو تو۔ بہر حال گناہ اس کے بعد آتا ہے۔ پہلے نہیں ہوتا۔ گویا گناہ ایک بیرونی چیز ہے۔ اس کے بعض ظاہری ثبوت بھی ہیں۔ مثلاً

(۱) چور چوری کرتے وقت تو بڑا خوش ہوگا۔ مگر بعد میں اس کا نفس اسے ملامت کرے گا۔ کہ تو نے اچھا فعل نہیں کیا۔ یہ ضمیر کی ملامت بتاتی ہے۔ کہ انسانی فطرت دراصل پاک ہے۔ اس پر گناہوں کا گرد و غبار جو آکر پڑتا ہے وہ بعد کے اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح پہلا جھوٹ یا پہلا فعلِ بد ضرور انسان میں گھبراہٹ پیدا کر دیتا ہے۔ جو دراصل اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ اس نے خلاف فطرتِ صحیحہ کام کیا ہے ؛۔

(۳) اسی طرح بدی صرف کرتے وقت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مگر نیکی ہمیشہ اچھی معلوم ہوتی ہے ؛۔

(۴) ایک بُرا آدمی بھی بدی کو بُرا ہی سمجھیگا۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ وہ اس کی تعریف کرے۔ مثلاً ایک چور کو اگر چور کہا جائے۔ تو وہ لڑ پڑے گا۔ اگر خود اس کے گھر کوئی اور چوری کرے گا تو ضرور بُرا منائے گا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بدی کو اس کی فطرت بھی باوجود مسخ ہو جانے کے پسند نہیں کرتی۔ پھر بڑے سے بڑے بد اخلاق آدمی کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ میرا بُرا اثر میری اولاد میں نہ جائے۔ حالانکہ اگر وہ فطرت سے ہی اللہ تعالےٰ کی طرف سے بدی لے کر آیا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ اس کی یہ خواہش ہوتی۔ کہ میری اولاد بھی میرے رنگ میں رنگین ہو جائے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ حتے الوسع اپنی اولاد کو یہی نصیحت کرتا ہے۔ کہ ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

نیکی اور بدی انسان کے اختیار میں ہے

غرض یہ صحیح نہیں۔ کہ پیدائش پر ہی اللہ تعالےٰ کسی کو گنہگار بنا دیتا ہے اور کسی کو نیک۔ اگر ایسا ہو۔ تو شریعت کی غرض اور انبیاء کی بعثت کا مقصد بالکل باطل ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ میدان اللہ تعالےٰ نے انسان کے اختیار میں رکھا ہے۔ اور اس کا یہ ذاتی فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ عقل اور سمجھ سے کام لے کر اور شریعت پر غور کر کے اچھی باتیں اپنے عمل کے لئے منتخب کر لے۔ اور بری باتوں سے اجتناب کرے۔ پس یہ ہر انسان کا اپنا کام ہے۔ کہ وہ ہر نیکی اور بدی کو پیش نظر رکھے۔ مگر چونکہ بعض لوگ ممکن ہے ایسا نہ کر سکیں۔ اس لئے چند نیکیوں اور چند بدیوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے ؛۔

بعض معروف نیکیاں

بعض نیکیاں مثلاً یہ ہیں۔ صبر۔ شکر۔ احسان۔ سچائی۔ اعتماد۔ میانہ روی وفاداری۔ راز داری۔ لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرنا۔ اصلاح بین الناس خشیت الہی رجا۔ طاعت۔ ایثار۔ مواسات۔ حلم۔ حیا۔ وعدوں کو پورا کرنا۔ خوش چہرہ سے لوگوں کو ملنا۔ وقار۔ مہمان نوازی۔ عیادت۔ امانت۔ دیانت یتامیٰ اور بیواؤں کی خبر گیری۔ رفق حسنِ خلق۔ چھوٹوں پر رحم۔ بڑوں کی تعظیم۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ خدا اور اس کے رسولوں سے محبت احسانات الہٰی کے متعلق جذبۂ شکر تواضع۔ فروتنی۔ قرآن مجید کی تلاوت۔ سخاوت۔ پاک و صاف رہنا۔ عیوب پر پردہ پوشی۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ عزیزوں اور قریبیوں کا حق ادا کرنا۔ اچھے کاموں میں لوگوں کی امداد کرنا۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک۔ سلام کا جواب۔ دنیاوی معاملات میں صفائی۔ تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹانا۔ شجاعت۔ غیرت۔ حسن ظنی۔ خیر خواہی۔ رحم۔ بلند ہمتی۔ عدل اصلاح بین الناس۔ ادب۔ اخوت۔ ذکرِ الٰہی۔ محبتِ الٰہی۔ شعائر اللہ کا ادب۔ عفت۔ زہد۔ ورع۔ تقوےٰ۔ مساعدت۔ یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ ضبط نفس۔ عفو۔ استقلال ؛۔

بعض معروف بدیاں

اسی طرح بعض بدیاں مثلاً یہ ہیں تکبر۔ بدظنی۔ کینہ۔ بزدلی۔ حسد۔ بے صبری۔ دون ہمتی۔ بے جا نزاکت۔ بے ادبی۔ گالیاں دینا۔ دھوکا۔ بخل۔ غلیظ رہنا۔ جھگڑا۔ استہزا۔ منصوبہ بازی۔ بدبودار اشیاء کھانا۔ فریب۔ خیانت۔ تعلی۔ خودستائی۔ مغلوب الغضب ہونا۔ عجب۔ تحقیر۔ ارادۂ شر۔ خواہش ظلم۔ غیبت۔ چغلی۔ جھوٹ۔ ایذا رسانی۔ تجسس۔ لوگوں کی باتیں سننا۔ لوگوں کے خطوط پڑھنا۔ عیب ظاہر کرنا۔ احسان جتانا۔ بغاوت۔ ریاء۔ بیہودہ بکواس۔ جسمانی عذاب دینا۔ لغو قسمیں کھانا۔ خوشامد۔ چوری۔ قتل۔ تجارت میں دھوکا۔ بے حیائی۔ اسراف۔ بے تحاشی حرص۔ زیادہ ہنسنا۔ جہالت۔ شرک۔ ماموریت کا انکار۔ نفاق۔ معاہدات میں غداری۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ بدشگونی

محاسبہ نفس

یہ چند موٹی نیکیاں اور بدیاں بیان کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ بدیاں بہت زیادہ ہیں۔ اتنی زیادہ کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے مطابق جو باتیں عام ابرار کے نزدیک نیکی میں شمار ہوتی ہیں وہ مقربین کے نزدیک بدیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اپنی کمزوریوں کا ہمیشہ علم حاصل کرتا رہے۔ اور پھر کوشش کرے کہ وہ دور ہو جائیں۔ اس غرض کے لئے

(۱) وہ اپنے کسی حقیقی دوست سے کہے کہ مجھے بتاؤ مجھ میں کیا کیا نقائص ہیں پھر جو نقائص وہ بتائے انہیں دور کرے۔

(۲) عام لوگوں کے متعلق غور کرے۔ کہ ان میں کیا کیا نقائص ہیں۔ اور پھر دیکھے کہ وہی نقائص آیا مجھ میں تو نہیں۔ اور اگر ہوں تو ان کو دور کرے۔

(۳) اپنے دشمنوں کے متعلق سوچے۔ کہ وہ مجھ پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں۔ پھر اگر ان میں سے کوئی بات سچ ہو۔ تو اسے دور کرے۔

(۴) قرآن کریم کے مطالعہ کے وقت جہاں کسی نیکی کا بیان آئے وہاں ٹھہر جائے۔ اور غور کرے۔ کہ مجھ میں یہ نیکی پائی جاتی ہے یا نہیں اور جہاں بدی کا ذکر آئے۔ وہاں بھی سوچے۔ کہ آیا میں تو اس میں ملوث نہیں۔ اور اس طرح نیکیوں کے میدان میں بڑھنے اور بدیوں سے بچنے کی کوشش کرے۔

اگر اس طرح کوئی شخص نیکیوں کے میدان میں بڑھے گا۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو بھی اپنے قریب آتا محسوس کرے گا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہمارا خدا ایک کریم اور رحیم ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی بندہ اس کی طرف ایک بالشت بڑھ کر جائے۔ تو وہ اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھ کر آتا ہے۔ اور اگر کوئی ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو تو وہ دو ہاتھ کے برابر اس سے نزدیک آ جاتا ہے۔ اور اگر بندہ چل کر خدا تعالےٰ کی طرف جائے۔ تو خدا تعالےٰ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ اور چونکہ دین کے دو ہی بڑے حصے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالےٰ کے حقوق کے متعلق ہے اور دوسرا وہ جو مخلوق کے حقوق کے متعلق ہے۔ اس لئے انسان کو یہ دونوں حقوق پوری عمدگی کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔ اور اپنا نیک اور پاک نمونہ لوگوں کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ دیکھیں اللہ تعالےٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ کہ اگر کوئی لوگوں میں کسی بڑے کام کی رو چلا دے۔ تو جس قدر لوگ اس کے بعد برے کام کرتے ہیں۔ اس کا گناہ اس تحریک کے بانی پر بھی پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی نیک تحریک چلا دے۔ تو جس قدر بعد میں لوگ نیکیاں کرتے ہیں۔ ان کا ثواب اس پاک تحریک کے بانی کو بھی ملتا ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ اور ہر شخص کو ڈرنا چاہیئے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو میرے برے اعمال کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی برے اعمال سیکھ جائیں۔ اور اس طرح نہ صرف اپنے اعمال بد کا نتیجہ مجھے بھگتنا پڑے بلکہ دوسروں کے عذاب سے بھی ایک حصہ لینا پڑے۔

چونکہ آجکل رمضان المبارک کے بابرکت ایام ہیں۔ اس لئے تمام دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا ظاہر اور ان کا باطن اللہ تعالےٰ کے نور سے بھر جائے۔ اور تمام قسم کے نیک اخلاق ان میں پیدا ہو جائیں۔ اور تمام قسم کے بد اعمال ان سے دور ہو جائیں۔ تا جس دن عید کا چاند ہمیں نظر آئے۔ تو وہ دن ہماری روحانی عید کا بھی دن ہو۔ اور ہم نہ صرف ظاہری طور پر خوش ہو رہے ہوں۔ بلکہ ہماری روح بھی مسرت و انبساط کے ساتھ آستانۂ الٰہی پر اپنا سر رکھ کر اس کی حمد کے گیت گا رہی ہو۔

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کشمیر میں تشریف آوری

پچھلے دنوں آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بعض نہایت اہم امور کے لئے کشمیر تشریف لائے۔ اس اثنا میں آپ نے جماعت احمدیہ سری نگر کو شرف ملاقات بخشا۔ اور نہایت اہم اور ضروری نصائح فرمائیں۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ قربانی کے بغیر کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ قربانی کی عملی روح پیدا کرنی چاہیئے۔ اور تبلیغی جماعت کے لئے سب سے ضروری وصف اسلامی احکام پر صحیح طور پر عمل کرنا ہے۔ ہر احمدی مبلغ ہے۔ مگر زبانی بحث و مباحثہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک عملی نمونہ اعلےٰ نہ ہو۔

اپنی والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کی مثال دیکر فرمایا ان کے ذریعہ بہت سی خواتین اور اچھی معزز تعلیم یافتہ مستورات داخل سلسلہ ہوئیں۔ ہم ان سے جب پوچھتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے سے اور کچھ کلمات سننے سے وہ اثر قبول کیا جاتا ہے۔ جو ہماری مدلل تقریروں میں نہیں ہوتا یہ کیا بات ہے۔ تو آپ فرماتیں۔ ایسے موقعہ پر مجھ پر خوفِ خدا کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور یہ اسی کی برکت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دیتا ہے۔

جماعت کو بیدار کرنے کے لئے فرمایا جو قوم متواتر انذار کے بعد اور ہر طرح کی تفہیم کے بعد بھی ہشیار نہیں ہوتی۔ اسکو پھر اللہ تعالےٰ ہی سمجھاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا سمجھانا سخت ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ عملی زندگی میں قدم رکھے اور ثابت کرے کہ احمدیت کے قبول کرنے سے اسے وہ دولت نصیب ہوئی ہے۔ جو اور کسی جگہ نہیں ملتی۔ کیونکہ کسی سچائی کے متعلق محض اقرار کرنا انسان کو فائدہ نہیں دیتا جب تک عملاً اسے قبول نہ کرے۔

خاکسار سیکرٹری تبلیغ سری نگر